بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

021: باب 07-دم اور تعویذات کا بیان۔

[باب 6 کا باقی حصہ (مسند احمد:4/154)،(مسند احمد:4/156)، تفسیر ابن حاتم:7/12040)،]

باب 7:(بخاری:3005)(مسند احمد:1/381)،(مسند احمد:4/310)، مسند احمد:4/108)]

کتاب التوحید الذي هو حق الله على العبيد لشیخ العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں ہم نے تعویذ کے متعلق کچھ باتیں بیان کی تھیں اور اس باب پر پہنچے تھے "باب من الشرك لبس الحلقة والخيط ونحوهما لرفع البلاء أو دفعه" اور ہم شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر پہنچے تھے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وله عن عقبة بن عامر رضى الله عنه مرفوعاً: مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً، فَلَا أَتَمَّ اللَّهُ لَهُ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً، فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ"۔

"له" (یعنی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا مسند میں) "عقبة بن عامر رضى الله عنه" (مشہور صحابی ہیں ان کا نام ہے عقبہ بن عامر الجھنی رضی اللہ عنہ)۔ مشہور صحابی ہیں فقیہ، شاعر اور قاری صحابی تھے ان کی وفات ہوئی سن 58ھ میں۔ جب مرفوعاً کا لفظ آپ کسی روایت میں پڑھیں تو مرفوع کا مطلب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان۔ مرفوعاً یعنی یَرفعُ، اوپر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔ "مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً" (جس نے تمیمۃ کو لٹکایا) "فَلَا أَتَمَّ اللَّهُ لَهُ" (اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے) "وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً" (اور جس سیپ باندھی) "فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ" (اللہ تعالیٰ اسے کبھی اسے آرام اور سکون نہ دے)۔

یہ اس حدیث کے الفاظ ہیں، تمیمۃ عام طور پر کہتے ہیں ہر اس چیز کو جسے کوئی شخص استعمال کرتا ہے کسی بیماری کو دور کرنے کے لیے یا کسی نقصان کو دور کرنے کے لیے۔ بد نظر سے بچنا، جادو سے بچنا ہے یا کسی بیماری یا تکلیف سے بچنا ہے اس سے محفوظ رہنے کے لیے کسی دھاگے، تعویذ، منکا یا کسی بھی ایسی چیز کا استعمال کرنا جو انسان اس عقیدے سے لٹکاتا ہے کہ یہ چیز مجھے نفع پہنچا سکتی ہے یا نقصان کو دور کر سکتی ہے اسے کہتے ہیں تمیمۃ۔

اور عربی کا لفظ تمیمۃ جو ہے یہ تمام سے لیا گیا ہے" تمام "کام کا تمام ہونا کام کا مکمل ہونا، ان کا یہ عقیدہ تھا کہ جب میں یہ دھاگا لٹکاتا ہوں یا یہ تعویذ لٹکاتا ہوں تو میرے بگڑے ہوئے کام کو تمام یہ چیز کرے گا۔ بیماری ہے تو شفاء کو تمام یہ دھاگا کرے گا یا

یہ تعویذ کرے گا، بد نظر ہے بد نظر سے محفوظ رہنے کے لیے یہ تعویذ یہ گنڈا یہ سیپ یا جو بھی دھاگا جو کچھ بھی استعمال کیا ہے یہ مجھے بد نظر سے بچائے گا تو اسے تمام کہتے ہیں، تمیمۃ۔

یہاں پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بد دعا فرمائی کہ جس نے بھی تمیمۃ لٹکایا اور تمیمے میں سب شامل ہیں چاہے وہ کالا دھاگا ہو چاہے وہ سفید دھاگا ہو کوئی بھی چیز ہو جسے اس نیت سے لٹکایا جائے کہ یہ میرا کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے یا کوئی نقصان دور کر سکتی ہے اسے تمیمۃ کہتے ہیں تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی ہے کہ جس نے اس عقیدے سے کوئی چیز لٹکائی تو اللہ تعالیٰ اس کی کبھی بھی مراد پوری نہ کرے۔ وہ اس عقیدے سے اس چیز کو لٹکا رہا ہے کہ اس کا کام مراد پائے گا تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے الجزاء من جنس العمل جیسا اس کا عقیدہ تھا ویسے بد دعا فرمائی کہ کبھی بھی اس کی مراد پوری نہ ہو۔

''وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً،فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ'' ودع کہتے ہیں سیپیاں دیکھی ہیں جو سمندر سے نکالتے ہیں سیپیاں جو ہوتی ہیں یا ان جیسی کوئی بھی چیز۔ عام طور پر عرب جو تھے کیونکہ صحرا میں رہتے تھے تو پانی کی کوئی چیز ملتی تو اس کو بڑا تبرک سمجھتے تھے سیپیاں خاص طور پر اور وہ یہ سمجھتے کہ یہ چیزیں جو ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے کوئی خاصیت ہے ان چیزوں کی اور یہ جو خاصیت ہے اس میں برکت ہے جب ہم یہ چیز لٹکاتے ہیں گلے میں تو کوئی مصیبت آنے والی دور ہو جاتی ہے جو مصیبت موجود ہے وہ ختم ہو جاتی ہے یا کم ہو جاتی ہے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بد دعا فرماتے ہیں یہاں بھی کہ جس نے سیپ وغیرہ کو اسی عقیدے سے لٹکایا کہ یہ اسے کسی نقصان سے دور کر سکتی ہے یا کوئی نفع پہنچا سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی آرام اور سکون نہ دے۔

لا الہ الا اللہ اور ہمارا ایمان ہے کہ جسے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بد دعا کریں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا نہ تو اس کی مراد پوری ہو سکتی ہے اور نہ ہی کبھی اسے آرام اور سکون حاصل ہو سکتا ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔

اچھا پھر لفظ تعلق استعمال ہوا ہے تَعَلَّقَ۔ تعلق کا لفظ عام طور پر دل کے معاملے میں استعمال ہوتا ہے دل کا تعلق اور جو شخص گلے میں تعویذ ڈالتا ہے یا سیپیاں لٹکاتا ہے یا دھاگا کلائی میں باندھتا ہے تو اس کا دل اس چیز کے ساتھ جڑ جاتا ہے دل کا میلان ہوتا ہے دل جڑ جاتا ہے اس چیز کے ساتھ کہ بس یہی چیز ہے جب تک یہ موجود ہے تو الحمد للہ کوئی مشکل نہیں ہو گی اگر وہ چیز کسی وجہ سے اتر جائے تب اس کا دل پریشان ہو جاتا ہے اسے بے سکونی سی پیدا ہو جاتی ہے کہ بس ابھی کوئی مصیبت آئے گی اور فوراً اسے کبھی بازو میں درد کبھی سر میں درد کبھی کیا! وہ کہے گا کیا؟ یار تعویذ اتر گیا ہے۔ اگرچہ حقیقتاً یہ بات نہیں ہے ہمارا ایمان ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بد دعا فرمائی ہے کافی ہے اسے کبھی آرام اور سکون نہیں آسکتا یہ تو شیطان کا کھیل ہے کہ شیطان

نے کیسے اسے قائل کر دیا کے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو چھوڑ دو اور سیپی لٹکائے رہو اسی میں تمہارے لیے خیر ہے۔

اور دوسری روایت میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" وفي رواية: مَن تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ "(جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا)۔ واضح الفاظ ہیں اسے احمد نے مسند میں روایت کیا اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔

اور یہ جو تعویذ لٹکانا ہے یا یہ جو تمائم لٹکانے ہیں چاہے کسی بھی چیز کے بنے ہوں سیپیاں وغیرہ یہ جاہلیت کا عمل تھا اسلام سے پہلے یہ وہ عمل کرتے تھے تو جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو انہوں نے اس سے منع فرمادیا کہ یہ شرک ہے اس سے ہٹ جانا۔ مومن کے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ کا فرمان اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان آجائے تو سر کو جھکا کر اسے تسلیم کر لینا ہے شرک ہے تو اسے اسی وقت چھوڑ دو اگر خیر ہوتا تو اللہ کی قسم ! پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کبھی اس سے دور نہ کرتے جب شر تھا تو ہمیں آگاہ کیا ہمارا یہ ایمان ہے کیونکہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ رحمت للعالمین بنا کر بھیجے اپنی امت میں اس خیر کو جو امت خیر سمجھتی ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے ان کو دور کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ شرک ہے۔ شرک میں کبھی خیر نہیں ہے شرک شر کی جڑ ہے ہر فساد کی جڑ شرک ہی ہے جب شرک ہے تو پھر کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے کچھ بھی ہو جائے۔

تو ان دو روایات سے جو اہم فوائد ملتے ہیں:

1۔ تمیمۃ کو لٹکانے سے سختی سے منع کرنا۔

2۔ تمیمۃ میں اور ودع میں اور کسی بھی مخلوق میں کوئی بھی نفع نہیں ہے اس اعتقاد سے دھاگا لٹکانا یا سیپیاں لٹکانا یا کوئی بھی ایسی چیز لٹکانا کہ یہ نفع پہنچا سکتی ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ شریعت نے واضح الفاظوں میں بیان کر دیا ہے کہ ان چیزوں سے کبھی نفع پہنچ نہیں سکتا۔ ہاں ! سیپی کو آپ ڈیزائن بنا کر کپڑے تو بنا سکتے ہیں، دھاگے سے آپ کپڑے تو سی سکتے ہیں سلائی کر سکتے ہیں لیکن لٹکا کر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اس مصیبت سے دور کر سکتے ہیں تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔

نیت کیا ہے کیوں لٹکایا ہوا ہے؟ خوبصورتی کے لیے عورت نے پہنا ہوا ہے تو ہم کہیں گے جائز ہے پہنو ہار بنا کر لیکن عورت نے اس عقیدے سے پہنا ہوا ہے کہ یہ کوئی بیماری، تکلیف کو دور کرتا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ شرک ہے اسے اتار دو۔ چیز ایک ہی ہے حکم کیوں مختلف ہو گیا؟ نیت مختلف ہے "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

3۔ بد دعا کرنا بھی شرعاً جائز ہے عمومی طور پر اگر اس میں مصلحت ہو یعنی یہاں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک سے آگاہ کر رہے ہیں بد دعا کا لفظ استعمال کیا تاکہ لوگ ڈر جائیں لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ پھر بھی نہ ڈرے! کلمہ بھی پڑھتے ہیں بعض لوگ اور تعویذ بھی لٹکاتے ہیں نہ انہیں بد دعا کی پرواہ ہے نہ شریعت کے نصوص کی پرواہ ہے بس جو ان کا من کرتا ہے جو ان کا دل کرتا ہے وہی کر بیٹھتے ہیں اور شریعت میں یاد رکھیں آپ کا دل آپ کا من جو چاہتا ہے وہ نہیں چلے جو اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں وہی ہو گا۔

4۔ بعض صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین اس چیز سے غافل تھے کہ ان چیزوں میں بھی شرک ہو سکتا ہے، سبحان اللہ۔ بعض صحابہ نہیں جانتے تھے کہ ان چیزوں میں بھی شرک ہے ورنہ کبھی لٹکاتے! کبھی نہ لٹکاتے۔

5۔ تمیمۃ یعنی تعویذ وغیرہ شرک کی قسموں میں سے ایک شرک ہے۔

6۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے ساتھ دل جوڑ دیا اپنا، جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری چیز سے دل جوڑ دیا اس عقیدے سے کہ یہ مجھے نفع پہنچا سکتی ہے یا نقصان دور کر سکتی ہے تو اس کی سزا اس کی ضد ہے اس کی سزا اس عقیدے کی ضد ہے۔ ضد کیا ہے؟ الٹا ہے وہ اسے نفع سمجھتا رہے گا اس کو نقصان ہو گا، وہ نقصان سمجھتا رہے گا کہ نقصان دور ہو لیکن اس کا نقصان بڑھ رہا ہے۔

7۔ یہ شرک جو ہے بنیادی طور پر شرک اصغر ہے بنیادی طور پر إلّا یہ کہ کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ یہی تمیمۃ یا ودع یا جو چیز لٹکائی ہوئی ہے اسی میں نفع و نقصان ہے پھر تو شرک اکبر ہے، اگر کوئی شخص سبب سمجھتا ہے وہ کہتا ہے کہ حقیقتاً نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ جو دھاگا باندھا ہے یہ ذریعہ ہے شفاء کا نقصان کو دور کرنے کا یہ تو شرک اصغر ہے۔ اصغر کیوں ہے؟ کیونکہ جو اللہ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کو دے دیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے یہ چیز نہیں ہے لیکن یہ چیز ذریعے ضرور ہیں۔ اب یہ جب ذریعے کی بات آئی ہے تو یہ راستہ ہے شرک اکبر کی طرف راستہ ہے اور جو قاعدہ بیان کیا تھا جو بھی راستہ ہو شرک اکبر کی طرف وہ شرک اصغر ہے۔

تو اس لیے تعویذ لٹکانا گنڈے لٹکانا سیپیوں کا اس نیت سے لٹکانا یا دھاگوں کا اس نیت سے لٹکانا کہ یہ نفع یا نقصان کا سبب ہے ذریعہ ہے تو یہ شرک اصغر ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اسی کے اندر نفع و نقصان ہے یہی مالک ہے نفع و نقصان کا تو یہ شرک اکبر ہے دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے۔

آگے فرماتے ہیں" ولابن أبي حاتم "(امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)" عن حذيفة رضى الله عنه "(سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے)" أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً "(انہوں نے ایک شخص کو دیکھا)" فِي يَدِهِ خَيْطٌ "(اس نے ہاتھ میں دھاگا باندھا ہوا تھا)" مِنَ الْحُمَّى "(بخار کی وجہ سے دھاگا باندھا ہوا تھا)" فَقَطَعَهُ "(اسے کاٹ دیا)" وَتَلاَ قَوْلَهُ تَعَالَى "(اور اس آیت کو تلاوت کیا) ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:106) (اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے إلّا یہ کہ وہ مشرک ہیں شرک کرتے ہیں)۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی یہ ان کا نام ہے ان کی کتاب الجرح والتعدیل مشہور ہے۔ ان کی وفات سن 327ھ میں ہوئی، 327ھ چوتھی صدی ہجری میں۔

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں جلیل صحابی ہیں من السابقین الأولین ان کی وفات سن 36ھ میں ہوئی رضی الله عنه و عن الصحابة أجمعين۔

" أَنَّهُ رَأَى رَجُلاً "ایک شخص کو دیکھا اور اس شخص کے ہاتھ میں دھاگا بندھا ہوا تھا۔ کیوں بندھا ہوا تھا یہ دریافت کیا جا کر کہ یہ دھاگا کیوں بندھا ہوا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ علم براہ راست پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا۔ پچھلی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کڑا دیکھا ایک صحابی کے ہاتھ میں دریافت کیا کیوں پہنا ہوا ہے؟ اور اس روایت میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے ہاتھ میں دھاگا دیکھ لیتے ہیں جو علم حاصل کیا اسے پریکٹیکلی یہاں پر عملاً بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے علم کیسے حاصل کیا ہے اور عملاً کیسے اپنی زندگی میں اسے Apply کریں اس پر عمل کیسے کیا جائے۔

تو اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیوں پہنا ہوا ہے؟ اس شخص نے کہا مجھے بخار ہے اس لیے میں نے پہنا ہے۔ یعنی عقیدہ کیا ہے؟ کہ یہ جو دھاگا ہے یہی میرے بخار کو دور کرے گا۔ بخار نقصان ہے ناں تو نقصان کو دور کرنے کے لیے یہ دھاگا میں نے پہنا ہے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دھاگے کو کاٹ دیا" فَقَطَعَهُ "کاٹ دیا۔ کیوں کاٹا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ جو تم میں سے منکر دیکھے تو اپنے ہاتھ سے دور کرے نہیں کر سکتا زبان سے کرے نہیں کر سکتا تو دل سے کرے۔

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں صحابہ ہاتھ سے نہیں روکتے تو پھر کون روکتا؟! اس امت کے سردار ہیں وہ اس امت کے سردار ہیں تابعین، تبع تابعین سب جانتے ہیں ان کی بڑی احترام اور عزت ہوتی تھی جب وہ کسی کو روک دیتے، تو وہ رک جاتے

تھے جو ان کا احترام کرتے تھے۔ اور بدعتی جو تھے وہ تو کسی احترام نہیں کرتے وہ تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا احترام نہیں کرتے تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا احترام کرنا ہے! لیکن جو سنّی ہیں سنت پر چلنے والے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اشارہ کرتے بیٹھ جاتے جب انہوں نے دیکھا ہاتھ میں دھاگا ہے اور اس نیت سے بندھا ہوا ہے تو کاٹ دیا کیونکہ وہ کاٹ سکتے تھے میں یہ بات اس لیے بیان کر رہا ہوں یہ نہیں کہ آپ روڈ پر چلتے چلتے کسی کا دھاگا کاٹ دیں وہ کہیں گے صحابی کا عمل تھا میں نے بھی ایسا کیا۔

نہیں میرے بھائیو! فرق ہے دونوں میں آپ کی حیثیت کیا ہے؟! صحابہ والی حیثیت ہے تو آپ جا کر کریں جب آپ کی حیثیت وہ نہیں ہے تو جھگڑے اور فساد میں نہ پڑیں آپ کا درجہ ہے زبان والا اگر آپ علم رکھتے ہیں اور علم نہیں تو آپ کا درجہ ہے دل والا اس کو بُرا سمجھیں کیونکہ اگر آپ کہتے کہ یہ بھئی نہ پہنا کریں اچھی بات نہیں ہے آپ کو پتہ نہیں ہے یہ شرک ہے نہیں ہے کیا دلیل ہے پتہ نہیں ہے تو پھر آپ کو وہ گھیر لے گا جو آپ اچھا کام کرنا چاہتے تھے تو آپ بُرا کام کر کے نکلیں گے وہ تو پھنسا دے گا ناں آپ کو! جس نے لٹکایا ہوا ہے اس کو تو پتہ ہے کیوں لٹکایا ہوا ہے اس نے اس کو باطل علماء نے گمراہ کر کے رکھا ہے اس کے لیے تو یہ دین ہے۔

اگر آپ کو علم ہے کہ یہ تعویذ لٹکانا شرک ہے دلیلیں آپ کو آتی ہیں جو میں بیان کر رہا ہوں قرآن سے اور حدیث سے آپ بات کر سکتے ہیں تو کریں آپ زبان والوں میں شامل ہیں علماء اور طالب علم میں شامل ہیں اگر آپ کے پاس یہ علم نہیں ہے آپ منکر کو دور کرنا چاہتے ہیں تو آپ منکر کو بڑھا دیں گے یا کم کریں گے؟ بڑھا دیں گے آپ، بحث ہو گی تکرار ہو گی حدیث کو حدیث سے مارا جائے گا قرآن کو قرآن مجید کی آیت سے مارا جائے گا آپ کو پتہ ہی نہیں ہو گا کیا ہو رہا ہے آخر میں بات ختم ہو گی وہ اپنے اس تعویذ سے اور لگاؤ کر دے گا کہ دیکھو میں حق پر ہوں اور آپ سر جھکا کر چلے جائیں گے! تو پھر آپ کا اس وقت درجہ ہے دل والا اور اس سے کم درجہ کوئی نہیں ہے دل میں تو ہر انسان بُرائی کو بُرا کہتا ہے ہر انسان، بچہ بھی کہتا ہے، عورت بھی کہتی ہے، کمزور بھی کہتا ہے، طاقتور بھی کہتا ہے دل تو ہر انسان دل کے اندر جو کچھ کرنا چاہے کر سکتا ہے کسی کے خیال پر کسی کے دل پر کسی کا ہاتھ نہیں ہے۔

اور پھر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کریمہ کو تلاوت کیا بڑی پیاری آیت ہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾۔ جب کاٹا تو جواب بھی دیا اور جواب کہاں سے دیا؟ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی اور حدیث رسول

صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی بیان نہیں کی ایسا ٹھوس ثبوت دیا تاکہ سامنے والا بات نہ کر سکے۔ میں اس لیے کاٹ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (اور اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے لیکن وہ شرک کرتے ہیں)۔ اور یہ دھاگا لٹکانا شرک ہے اس لیے میں نے اسے کاٹا ہے۔ دلیل ہے کہ نہیں؟ دلیل ہے قرآن مجید میں سے۔

اور آیت کریمہ میں یہ بھی مفہوم واضح ہے کہ اکثر لوگ" اکثر" اکثر لوگ گمراہ ہیں، اکثر لوگ بے علم ہیں جاہل ہیں، اکثر لوگ ناشکرے ہیں، اکثر لوگ بے ایمان ہیں۔ اکثریت کی بات نہ کریں ہمارے سامنے کیونکہ اکثر لوگ تو اس بات کو اچھا سمجھتے ہیں اکثر کی بات نہ کریں اکثر کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ اور اسی سورۃ یوسف میں آپ دیکھیں:

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف:21) ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ (یوسف:38) ﴿اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ (یوسف: 103)۔ یہ بھی ہے ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:106) (یعنی اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان تو لاتے ہیں ایمان تو ہے لیکن اس ایمان کے ساتھ شرک کو بھی شامل کر دیتے ہیں یعنی ایمان نہیں رہتا)۔ جو ایمان شرک سے آلودہ ہو تو اس ایمان کا فائدہ ہی کیا ہے؟! جیسا کہ ایمان ہے ہی نہیں۔

سوال: اکثر جو آئے گا آدھے سے اوپر آئے گا؟

جواب: آدھے سے اوپر ہوتا ہے اکثر اکثر تو معروف ہے، کم آدھے سے کم ہے اکثر آدھے سے زیادہ ہے۔

اس روایت کے جو اہم فوائد ہیں:

1۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور خاص طور پر سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت۔

2۔ ہاتھ سے انکار منکر وہ کرے جو اس کی طاقت رکھتا ہے جو اس پر قادر ہے۔

3۔ ہاتھ سے منکر آپ دور کر سکتے ہیں اگرچہ منکر کرنے والا آپ کو اجازت نہ دے۔ منکر کرنے والا بعض وقت اجازت دے دیتا ہے آپ کو کہ ٹھیک ہے جی کاٹ دیجیے۔ اجازت ہے ناں، اگر اجازت نہ بھی دے طاقت ہے آپ کے پاس بشرطیکہ اجازت نہ بھی دے پھر آپ کاٹ سکتے ہیں آپ منکر کو دور کر سکتے ہیں بشرطیکہ فتنے کا باعث نہ بنے۔

4۔ جس نے بھی دھاگا باندھا نفع یا نقصان کی نیت سے اس نے شرک کیا۔

5۔" وجوب انکار المنکر" منکر کا انکار کرنا واجب ہے یا تو ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے، واجب ہے سب پر واجب ہے طریقہ مختلف ہے جو دل سے بھی نہیں منکر کو منکر سمجھنا اس کا مطلب اس کا ایمان ہی نہیں ہے اتنا کمزور ایمان ہے اس کا کہ بُرائی نظر

نہیں آرہی اس کو۔ یعنی جو تعویذ لٹکاتا ہے اور ماننے کے لیے تیار نہیں کہ یہ حرام ہے یہ شرک ہے تو اس کا ایمان اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ اس کو جو حق ہے باطل نظر آرہا ہے اور باطل حق نظر آرہا ہے اندھے ہو چکے ہیں۔

6۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم اور حکمت اس روایت میں نمایاں ہوتی ہے کہ ان کا علم کتنا عمیق تھا۔

7۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حسن اخلاق۔ یہ کاٹنا حسن اخلاق ہوتا ہے؟ ہاں! یہ بھی حسن اخلاق ہے جب کاٹنے کا وقت تھا ہاتھ سے منکر کو دور کرنے کا وقت تھا تو ہاتھ سے ہی کاٹا ہاتھ سے دور کیا ہے کوئی جھگڑا کوئی دوسرے غلط الفاظ کچھ استعمال نہیں کیے۔

آج کل اگر ہم منکر کو دور کرتے ہیں تو بیس سناتے ہیں بیس سنتے ہیں پھر دور کرتے ہیں آدھا بڑھ چکا ہوتا ہے منکر لیکن صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم دیکھیں ان کا ایمان ان کا تقویٰ ان کا طریقہ دیکھیں حسن اخلاق دیکھیں۔

حسن اخلاق کی دلیل کیا ہے جس کا دھاگا کاٹا گیا اس نے کوئی بات کی ہے؟ کوئی بات نہیں کی اس نے یہ دلیل ہے کہ آپ کسی سے بھی حسن اخلاق سے پیش آئیں تو آپ کے ساتھ وہ حسن اخلاق سے ہی پیش آئے گا آپ تھوڑی سی بداخلاقی کریں تو وہ آپ سے بڑھ کر بداخلاقی کرے گا یاد رکھیں۔

8۔ اس امت میں شرک موجود ہے۔ کیوں؟ اس بہترین دور میں موجود تھا تو آج کے دور میں نہیں ہے! پہلی بات یہ ہے، پھر آیت کریمہ اس کی واضح گواہی دے رہی ہے کہ اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے لیکن ان کے اندر شرک ہے۔

9۔ ایک شخص کے دل میں ایمان اور شرک دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟ ایک شخص کے دل میں ایمان اور شرک دونوں جمع ہو سکتے ہیں ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ ایمان والے ہیں کہ نہیں؟ ایمان ہے لیکن شرک بھی کرتے ہیں اگر یہ شرک اکبر ہے تو ایمان زائل ہو گیا ختم ہو گیا اس کا وجود ہی نہیں اگر شرک اصغر ہے تو ایمان بہت ہی کمزور ہے۔

10۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حریص تھے کہ دلیل کو بیان کریں انکار منکر کے بعد یا ہر معاملے میں دلیل بیان ضرور کرتے تھے یہاں پر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلیل بیان کی ہے اپنے عمل کی۔ تو جو بھی آپ عمل کریں کوشش کریں کہ دلیل کے ساتھ آپ اس عمل کو بیان کریں۔

11۔ سلف صالحین سے ثابت ہے کہ وہ شرک اکبر کی آیات شرک اصغر کے لیے بھی استعمال کرتے تھے کیونکہ دھاگا لٹکانا شرک اصغر تھا اور آیت بنیادی طور پر شرک اکبر والوں کے لیے ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ کو دیکھیں آپ وہ کہتے ہیں ہم مومن ہیں

لیکن شرک کرنے کے بعد ایمان رہتا ہے؟ نہیں رہتا منفی ہو گیا ایمان پورا شرک اکبر سے ایمان زائل ہو گیا اگرچہ وہ اپنے آپ کو مومن سمجھ رہے ہیں اور حقیقتاً وہ مشرک ہو چکے ہیں دائرۂ اسلام سے خارج ہیں دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے ہی نہیں وہ لوگ۔

اگلے باب میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب ما جاء في الرقى والتمائم"۔

الرقی کس کو کہتے ہیں؟ دم کرنے کو جھاڑ پھونک کو۔ اور تمائم؟ تمیمۃ ایک ہوتی ہے تمائم جمع ہے تمیمۃ کی تمائم تعویذ یعنی تعویذات کا بیان۔ اور یہاں پر دیکھیں شیخ صاحب رحمہ اللہ علیہ نے پچھلے باب میں "من الشرك" لفظ استعمال کیا شرک میں سے دھاگا لٹکانا وغیرہ وغیرہ یہاں پر شرک کا لفظ استعمال نہیں کیا یہ علم ہے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیونکہ الرقی کے متعلق اور خاص قسم کے تعویذ کے متعلق اختلاف ہوا تھا کہ اس میں شرک ہے یا نہیں قرآن مجید سے جو لکھے تعویذ ہیں۔ تو اس میں اختلاف تھا شرک ہے یا نہیں ہے جائز ہے یا نہیں ہے۔ اختلاف اس میں تھا کہ جو قرآن کا لکھا ہوا تعویذ ہے حرام ہے یا حلال ہے جائز ہے اس میں اختلاف تھا شرک میں تو اختلاف نہیں تھا اور الرقیۃ میں کیا رقیۃ شرعیہ ہے اور غیر شرعیہ بھی ہے تو اس لیے یعنی یہ چیز شرک بھی ہو سکتی ہے نہیں بھی ہو سکتی۔

یہاں پر جزم کے ساتھ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شرک کا لفظ استعمال نہیں کیا تاکہ طالب علم کو پہلے سے پتہ چل جائے جلد بازی میں ہر رقیۃ کو جھاڑ پھونک کو شرک نہ کہہ دے اور ہر تعویذ کو بھی شرک نہ کہہ دے جو تعویذ خاص ہیں لکھے ہیں قرآن مجید سے۔ لیکن دھاگا پہنا ہوا ہے شرک ہے، سیپی پہنی ہوئی ہے اس عقیدے سے نفع و نقصان کے عقیدے سے شرک ہے وہاں پر جزم ہے یہاں پر جزم اس لیے نہیں کہ اس میں اختلاف ہے۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "في الصحيح" (یعنی صحیح بخاری میں اور عام طور پر یہ روایت صحیح بخاری، مسلم دونوں میں ہے)" في الصحيح" (یعنی صحیح بخاری میں)" عن أبي بَشِير الأنصاري" (سیدنا ابو بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں) "أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم" (کہ وہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے)" في بعض أسفاره" (بعض سفر میں)" فأرسل رسولاً" (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا پیغام دے کر)۔ کیا پیغام تھا؟ "أن لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ" (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا ہار یا کوئی اور ہار نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے کاٹ دیا جائے)۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات في الصحيح لکھتے ہیں یعنی في الصحيح اگر اکیلا ہو تو صحیح بخاری مطلب ہے اگر مسلم کی روایت ہو تو اسے مسلم لکھتے ہیں اور اگر دونوں ہو تو الصحیحین لکھتے ہیں۔ الصحیح کیوں کہا جاتا ہے صحیح بخاری کو؟ کیونکہ امت کا اتفاق ہے کہ

قرآن مجید کے بعد سچی کتاب صحیح کتاب جو ہے وہ ہے صحیح بخاری کی کتاب کیونکہ ان کی شرطیں حدیث کی قبولیت میں بہت ہی سخت اور کٹھن شرطیں تھیں۔

"عن أبي بَشِير الأنصاري" سیدنا ابو بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیونکہ صحیح نام تو ہم نہیں جانتے لیکن یہ کہا گیا ہے کہ ان کا نام قیس بن عبید کہا جاتا ہے لیکن وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں کنیت سے ابو بشیر الانصاری کنیت ابو بشیر ہے اس سے وہ مشہور ہیں تو ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ جو ہیں صحابی ہیں ان کی وفات سن 60ھ کے بعد ہوئی۔

اس حدیث مبارکہ میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک صحابی کو بھیجا پیغام دے کر۔ کون سے صحابی تھے؟ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ حکم یہ پیغام دیا کہ جا کر دیکھو کسی اونٹ کے گلے میں اگر کوئی تانت بندھی ہوئی ہے لٹکائی ہوئی ہے تو اسے کاٹ دو یعنی تانت ہو کوئی دھاگا ہو یا اس جیسی کوئی بھی چیز ہو اسے کاٹ دو۔ کیونکہ جاہلیت میں یہ عقیدہ تھا کہ بد نظر سے بچنے کے لیے مصیبت سے بچنے کے لیے وہ اونٹوں کے گلوں میں تانت یا کوئی دھاگے کوئی ایسی چیزیں لٹکا دیتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے ان کو بھیجا کہ اس باطل عقیدے کو ختم کرنے کے لیے اور لوگوں کے دلوں میں اس بات کو ڈالنے کے لیے کہ یہ جو دھاگے ہیں جو تانتیں ہیں یہ کیا نفع و نقصان پہنچا سکتی ہیں! ایک جماد چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اسے جماد کی صورت میں پیدا کیا ہے تم اس سے فائدہ اٹھاؤ وہ تمہیں کہاں فائدہ دے سکتی ہے یا کہاں نقصان پہنچا سکتی ہے!

اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ وہ کیوں لٹکے ہوئے ہیں ورنہ تو ایسے کسی کے اونٹ میں کوئی چیز گھنٹی وغیرہ دیکھ کر کوئی کاٹے یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے اس لیے ان کو اسی خاص گروہ کے لیے اسی خاص بستی کے لیے بھیجا تھا کہ کسی کے گلے میں یہ نہ ہو کیونکہ وہ اس عقیدے سے لٹکاتے تھے جاہلیت کے عقیدے سے لٹکاتے تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی جانور کے گلے میں کوئی دھاگا یا کوئی چیز لٹکا دی جائے اس اعتقاد سے نہیں کہ نفع و نقصان کا سبب ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض لوگ گھنٹی ڈال دیتے ہیں بعض لوگ کوئی خاص نشانی ڈال لیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس اعتقاد سے کوئی بھی دھاگا کوئی بھی تانت کوئی بھی چیز باندھی جائے کہ بد نظر سے بچ سکتا ہے یہ جانور یا گم ہونے سے بچ سکتا ہے یا کسی اور ایسے

اعتقاد سے جو نفع و نقصان کا اعتقاد ہو تو یہ شرک ہے یہ جائز نہیں ہے سوائے ایک چیز کے۔ وہ کون سی ہے ؟تانت۔تانت والی چیز بالکل نہیں لٹکانی کسی جانور کے گلے میں کیونکہ نص اس میں آیا ہے کہ وتَر نہیں ہونا چاہیے بس۔

سوال: تانت کیا ہوتا ہے ؟

جواب :تانت ایک خاص دھاگا ہوتا ہے عام طور پر استعمال کیا جاتا تھا پچھلے زمانے میں اور کمان ہوتی ہے ناں کمان اس میں جو دھاگے باندھے جاتے تھے خاص قسم کا دھاگا ہوتا تھا وہ خاص، مضبوط ہوتا تھا تو اگر اسے زیادہ استعمال کیا جاتا تو وہ بوسیدہ ہو جاتے تو وہ کیا کرتے جاہلیت میں کہ اسے پھینکتے نہیں، اس میں برکت سمجھتے کہ بھئی اتنا زیادہ یہ استعمال ہوئے ہیں اتنا یہ کام آئے ہیں ہمارے یہ اب بھی کام آسکتے ہیں تو اس لیے ان کو گلے میں باندھ لیتے تھے اس عقیدے سے اور عام طور پر یہ عرب جو ہیں اس لیے باندھتے کہ بد نظر سے بچنے کے لیے۔تانت کے دھاگے کا دھاگے کا مطلب ہوتا تھا بد نظر سے بچنے کے لیے ایک نشانی بن چکا تھا ان کے لیے اور جو بھی کوئی نشانی باطل کی بن جائے تو اسے چھوڑ دیں، اگر معروف ہو جائے لوگوں میں کہ باطل کی نشانی ہے اس کو چھوڑ دیں۔

اس روایت میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔''وجوب انکار المنکر ''منکر کا برائی کا انکار کرنا واجب ہے۔

2۔''قبول خبر الواحد ''(خبر آحاد جو ہے وہ قبول کی جاتی ہے)۔کیونکہ ایک صحابی گئے اور انہوں نے جا کر ان جانوروں کی گردن سے وہ دھاگا کاٹا اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیغام کو پہنچایا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نہیں خبر آحاد وہ عقیدے کے معاملے میں ہم نہیں مانیں گے جب تک کہ متواتر نہ ہو تو یہ واضح دلیل ہے کہ ایک صحابی گئے اور پیغام پہنچا دیا اور سامنے والے نے پیغام کو مان لیا اور اگر متواتر ضروری ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابی کو نہ بھیجتے ایسی جماعت کو بھیجتے یعنی جو متواتر کی شکل اختیار کر لیتی۔

3۔گلے میں لٹکانے والی چیزوں کے متعلق کوئی بھی ایسا عقیدہ رکھنا کہ اس سے نفع یا نقصان حاصل ہو سکتا ہے یہ باطل عقیدہ ہے یہ شرک ہے۔

4۔جو امام کا نائب ہے وہ وہی کام کرتا ہے جو امام کر سکتا ہے، جو امام کا نائب ہے امیر کا نائب ہے وہ وہی کام کرتا ہے جو امیر کرتا ہے یعنی اس کی اجازت سے جو وہ کرتا ہے یعنی ایسا جیسا کہ خود وہ امیر حکم دینے والا کر رہا ہو۔

5۔جانور پر تانت کا دھاگا لٹکانا حرام ہے اگر اس عقیدے سے لٹکایا جائے کہ نفع و نقصان کا ذریعہ بن سکتا ہے تو شرک ہے۔

حرام اور شرک میں کیا فرق ہے؟ ہر شرک حرام ہے لیکن ہر حرام شرک نہیں ہے۔ ہر شرک حرام ہے لیکن ہر حرام شرک ہے کیا؟ شراب پینا حرام ہے لیکن شراب پینا شرک ہے؟ نہیں۔ شرک حرام ہے کسی قسم کا بھی ہو؟ کسی قسم کا بھی ہو۔

6۔ جسے شارع نے سبب نہیں بنایا تو اس کو سبب بنانا شرک اصغر ہے، جو شریعت میں سبب نہیں ہے اس چیز کو سبب یا ذریعہ بنانا شرک اصغر سمجھا جاتا ہے مثال یہی حدیث ہے کہ گلے میں لٹکانا جانوروں کے گلے میں کوئی دھاگا لٹکانا اس عقیدے سے کہ یہ ذریعہ ہے بد نظر سے بچانے کے لیے۔ تو یہ شرک کیوں ہے؟ کیونکہ شریعت نے دھاگے کو ذریعہ نہیں بنایا بد نظر سے بچنے کا اگر دلیل ہوتی تو ہم کہتے دلیل ہے تو شرک نہیں ہے ناں، جب دلیل نہیں ہے شریعت میں کہ دھاگا لٹکانے سے بد نظر ختم ہو جاتی ہے نقصان دور ہو جاتا ہے پھر تو بات ختم تھی لیکن جب یہ دلیل نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ شرک اصغر ہے۔ شرک اصغر کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ہے کہ کوئی بھی سبب جو شریعت میں سبب نہ ہو یا جو قدر میں سبب نہ ہو اس کو سبب بنانا شرک اصغر ہے۔

قدر میں کون سے اسباب ہیں؟ تقدیر میں جو لکھ دیئے گئے ہیں یہ سبب ہیں ذریعے ہیں۔ یہ پانی، یہ پانی ذریعہ ہے پیاس مٹانے کا قرآن مجید میں ہے۔ پیناڈول کی گولی سے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے قرآن مجید میں ہے حدیث میں ہے؟ نہیں۔ پانی پیاس بجھاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا اس لیے کیا ہے کوئی اور تقدیری طریقے پر اور پیناڈول کی گولی سے درد دور ہو جاتا ہے یہ تجربے کی بنیاد پر ہے، غالباً تجربے کی بنیاد پر کوئی چیز ثابت ہو جائے تو وہ سبب بن جاتی ہے۔

سوال: عام طور پر جو اپوزیشن پارٹی ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تجربے سے ثابت ہے؟

نہیں اس کی شریعت میں ممانعت ہے اگر شریعت میں ممانعت ہوتی کہ گولی نہ کھائیں پیناڈول کی ہم کبھی نہ کھاتے اس کے تو واضح الفاظ ہیں شرک ہے اور شرک میں کبھی شفاء نہیں ہے حرام میں کبھی شفاء نہیں ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

7۔ ولی امر، ولی امر میں حکمران، امیر سب شامل ہیں، ولی امر پر فرض ہے واجب ہے کہ وہ اپنی رعایا کی برائیوں کو ختم کرے فرض ہے اس کے اوپر اور ان کے حالات کے بارے میں آگاہی حاصل کرے آگاہ رہے اور اگر خود نہیں کر سکتا اس برائی کو دور تو اپنے نائب یا اپنے ماتحت کسی بھی شخص کو بھیج کر اس برائی کو دور کرے۔

8۔ اچھی لوگوں کی صحبت میں سفر کرنے کی فضیلت۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں:

"عن ابن مسعود رضي الله عنه"(سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)"قال"(بیان کرتے ہیں)"سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"(میں نے سنا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو)"يقول"(فرماتے ہوئے)"إِنَّ الرُّقَى"(بے شک دَم، جھاڑ پھونک)"وَالتَّمَائِمَ"(اور تعویذ)"وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ"۔اسے احمد اور ابوداود نے روایت کیا۔

الرُّقَى تو ہم جان چکے جھاڑ پھونک ہے،التَّمَائِمَ بھی جان چکے کہ تمیمۃ کی جمع ہے یعنی تعویذ ہیں۔"التِّوَلَةَ"کیا چیز ہے ؟التِّوَلَةَ ایک خاص چیز تھی جو جاہلیت میں بناتے تھے جو اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جاتا تو عورت یا مرد ایسی چیز کا استعمال کرتے جس سے ان کی آپس میں محبت بڑھ جاتی یعنی جادو کی ایک قسم تھی ایک طریقہ تھا کوئی خاص ذریعہ تھا التِّوَلَةَ کوئی خاص چیز بناتے تھے اور اس اعتقاد سے اس نیت سے کہ اس چیز سے جو ہے ان کی محبت بڑھ جائے گی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا پہلے ترجمہ بیان کر چکے ہیں پچھلے دروس میں اور اس روایت میں واضح الفاظ ہیں کہ جھاڑ پھونک اور تعویذ اور التولۃ جو ہے یہ شرک ہے۔

ہر قسم کی جھاڑ پھونک شرک ہے ؟ہر قسم کا تعویذ شرک ہے ؟ہر قسم کا التولۃ شرک ہے ؟بنیادی طور پر جی ہاں ! إِلَّا یہ کہ کوئی دلیل آجائے جو اسے اس شرک سے نکال دے کیونکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح ہے۔تو جھاڑ پھونک رقیۃ جو ہے کچھ جائز بھی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مجھے اپنی جھاڑ پھونک دکھاؤ"لَا بأسَ بالرُّقى مَالَمْ تَكُن شركاً"(کوئی حرج نہیں اگر اس میں شرک نہ ہو)۔اور یہ بھی معروف بات ہے کہ جاہلیت میں بعض ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے جس میں شرک نہیں ہوتے تھے جیسے"رقية العقرب"اگر بچھو کاٹ لے تو اس کی ایک خاص رقیۃ تھی۔

سوال: سورت الفاتحہ سے ؟

نہیں نہیں ! جاہلیت میں اسلام سے پہلے سورۃ الفاتحہ تو یعنی بعد میں اسلام کے بعد ہے۔تو جاہلیت میں بعض ایسے الفاظ استعمال کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قاعدہ بیان کیا کہ جس جھاڑ پھونک میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں یعنی شرعی ممانعت نہ ہو تو ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے تو لوگ مختلف قسم کی جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے لیکن ان میں شرک نہ ہوتا تھا۔

تو اس حدیث مبارکہ میں کون سی جھاڑ پھونک شرک ہے ؟جس میں شرکیہ الفاظ استعمال کیے جائیں۔کسی جن کی مدد، کسی ولی کی مدد، کسی نبی کی مدد، کسی فرشتے کی مدد کوئی بھی ایسے الفاظ ہوں جس میں غیر اللہ کی مدد شامل ہو تو اسے کہا جاتا ہے یہ جھاڑ پھونک جو ہے یہ شرکیہ جھاڑ پھونک ہے اور جس میں شرک نہ ہو وہ شرعی سمجھی جاتی ہے اور اس لیے علماء جو ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ بعض ضوابط شرعیہ ہیں رقیۃ کے، جھاڑ پھونک کے ضوابط شرعیہ ہیں:

1۔قرآن مجید میں سے صحیح حدیث میں سے ہونی چاہیے۔

2۔عربی زبان میں ہونی چاہیے یا ایسی زبان میں جو آپ کو سمجھ آئے جس میں تمتمۃ نہ ہو۔تمتمۃ کہتے ہیں کہ آیت پڑھی جارہی ہے قرآن مجید کی اور پڑھنے والا جو ہے پھر بیچ میں کچھ الفاظ کہے پھر آیت پڑھے یہ جو کچھ الفاظ اس نے خاموشی میں پڑھے ہیں زبان ہلائی ہے اس نے کیا کہا ہے؟! ہو سکتا ہے کسی غیر اللہ کو پکارا ہو جن کو پکارا ہو عام طور پر جیسے یہ لوگ کرتے ہیں جو جادو کا کام کرتے ہیں تو شیطانوں سے مدد مانگ کر ہی یہ اپنا کام کرتے ہیں جو شرک ہوتا ہے۔تو اس لیے واضح الفاظ میں ہو، عربی زبان میں ہے تو الحمدللہ آپ سمجھتے ہیں یا جو عربی نہیں سمجھتا اسی کی اپنی زبان میں اور واضح الفاظ ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

3۔اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ شفاء اسی جھاڑ پھونک میں ہے۔شفاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ ایک سبب ہے ایک ذریعہ ہے۔

سوال: عقیدہ درست ہو اس میں دونوں شامل ہیں؟

جو پڑھنے والا ہے ظاہر ہے اس کا عقیدہ درست ہو گا تو آپ جائیں گے آپ بد عقیدہ کے پاس کیسے جائیں گے جھاڑ پھونک کے لیے اس کے پاس تو جانا ہی جائز نہیں ہے۔جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ علی مشکل کشا یا غوث حاجت روا ہے اس نے کیا آپ کو جھاڑ پھونک کرنی ہے وہ خود تو بے چارہ غرق ہے شرک میں اس نے آپ کے لیے کیا کرنا ہے اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتا وہ!

4۔شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔

5۔اس میں جادو نہ ہو خاص طور پر نشرۃ۔نشرۃ کہتے ہیں جادو کا علاج جادو سے کرنا یہ بھی نہ ہو اور شرعی ممانعت کوئی نہ ہو یعنی کرنے والا پاک حالت میں ہو اور پاک جگہ پر ہو یہ نہ ہو کہ وہ خود جنابت کی حالت میں ہو جیسے بعض لوگ کرتے ہیں جنوں کو خوش کرنے کے لیے یا حمام کے اندر نہ ہو حمام ہے، ٹوائلٹ ہے کوئی بھی ایسی جگہ ہے جو گندگی کی جگہ ہے وہاں پر یہ رقیہ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے ایسی جگہ پر بھی نہ ہو یا اس میں کوئی باطل الفاظ بھی نہ ہوں جیسا میں نے بیان کیا کہ باطل الفاظ نہ استعمال کرے کیونکہ یہ بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیدے کے معاملے میں بہت ہی سخت تھے اور سارے صحابہ عقیدے کے معاملے میں بالکل سخت تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قصہ ہے بڑا پیارا ابن ماجہ نے روایت کیا ہے "زينب امرأة عبدالله بن مسعود رضي الله عنهما" (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ان کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی گلے میں دھاگا دیکھا) "فَقَالَ مَا هَذَا؟" (تو پوچھا یہ دھاگا کیوں باندھا ہوا ہے؟)۔

دیکھیں وہی تربیت دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلد بازی نہیں کی کہ گلا دبا دیں گلے سے نکال لیں، ہر گز نہیں! ہمارے جیسا کوئی شخص ہوتا ناں یہ دھاگا اور بس پتہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ رحم کرے پتہ نہیں کیا ہونے والا تھا! سب سے پہلے سوال کیا یہ کیا ہے؟"قَالَتْ:خَيْطٌ رُقِيَ لِي فِيهِ"((سچائی دیکھیں بیوی کی) یہ دھاگا ہے اس پر جھاڑ پھونک ہو چکی ہے)"قَالَتْ: فَأَخَذَهُ"(بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس دھاگے کو لیا)"ثُمَّ قَطَعَهُ"(اسے کاٹ دیا)"ثُمَّ قَالَ"(پھر فرمایا)"أَنْتُمْ آلَ عَبْدِ اللهِ لأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ"(کہ آپ لوگ تو آل عبداللہ ہو یعنی میرے گھر والے ہو اور تم شرک سے تو کہیں زیادہ بلند اور پاک ہو شرک کیسے اس گھر میں آسکتا ہے)"فَقَالَتْ"اب وہ جواب دے رہی ہیں کہ کیسے آیا میرے گلے میں یہ کیوں آیا۔"فَقَالَتْ"(انہوں نے بیان کیا)"كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ"(میری آنکھ سے پانی نہیں رکتا تھا)"وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ"(اور ایک یہودی تھا وہ جھاڑ پھونک کا کام کرتا تھا اور اس کا یعنی علاج بڑا موثر تھا)۔ جیسے آج کل مشہور ہیں ناں فلانہ بزرگ بہت مشہور ہے بس آپ جائیں تو سہی۔ تو یہ یہودی جو ہے جھاڑ پھونک کرتا تھا اور جس چیز پر بھی جھاڑ پھونک کرتا تھا وہ تقریباً فائدہ ہو جاتا تو میں بھی گئی میں نے بھی کہا اس نے دھاگے پر یہ جھاڑ پھونک کر دی جب میں نے اس کو پہنا تو آنکھ بہنے سے رک گئی۔

کہتے ہیں ناں پریکٹیکل دلیل لے لیں پریکٹکلی لوگ یہی دیکھتے ہیں ناں یہی چاہتے ہیں اب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب دیکھیں یہ ہوتا ایمان اور تقوی اگر یہ سورج جو ہمیں نظر آرہا ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے یہ سورج نہیں ہے تو ہم کہتے یہ سورج نہیں ہے یہ ہمارا ایمان ہے، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اور دنیا کی حقیقتیں، دنیا کی حقیقتیں اپنی جگہ پر ہیں ہماری آنکھ دھوکا کھا سکتی ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سچ ہے۔

اچھا اب دیکھیں عقیدہ دیکھیں پیارے صحابی کا رضی اللہ عنہ وعن الصحابۃ اجمعین۔ فرماتے ہیں"إِنَّمَا ذَلِكِ عَمَلُ الشَّيْطَانِ"(یہ تو شیطان کا ایک عمل ہے ایک طریقہ ہے)"كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ"(وہ اپنی انگلی تمہاری آنکھ میں مارتا تھا پانی بہہ جاتا تھا)"فَإِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا"(جب تم نے یہ شرکیہ عمل کیا تو وہ اپنی انگلی کو آنکھ میں مارنے سے رک گیا)"وَإِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي"اب جواب بھی دیا ہے تسلی بخش جواب بھی ہے۔

کیونکہ شیطان میرے بھائی! ایک ہی مشن ہے شیطان کا کہ اس مسلمان کو جہنم میں کیسے لے کر جاؤں اور سب سے کٹھن راستہ ہمارے لیے جو اس کے لیے آسان ہے شرک ہے شرک سب سے آسان راستہ ہے شیطان کے لیے کہ اسے جہنم میں لے جانے کے لیے جس سے واپسی ہے ہی نہیں۔ شرک ہے تو کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں یہ دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل

ہے، اللہ تعالیٰ کو سب سے جو ناراض کرنے والا عمل ہے وہ شرک ہے بدترین عمل ہے تو شیطان اس لیے سب سے پہلے شرک کی طرف بھگاتا ہے لوگوں کو۔

تو تسلی بخش جواب دیا کہ کیوں رک جاتا تھا۔ اگر یہ دھاگا لٹکانا غلط ہوتا جھاڑ پھونک غلط ہوتی تو کیوں پھر شفاء کہاں سے آئی؟! تو انہوں نے جواب دیا کہ اصل میں یہ بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ شیطان کی وجہ سے یہ تکلیف تھی جب آپ نے یہ شرکیہ عمل کیا تو شیطان رک گیا شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ اس کو آپ حق سمجھ کر اس پر آپ عمل کریں اور زندگی گزارتے رہیں اسی پر موت آجائے سیدھا جہنم میں اور یاد رکھیں جتنا آپ کا ایمان بلند ہے اتنا ہی شیطان آپ کے پیچھے زیادہ پڑے گا یہ ایمانیات کی بات ہے۔

اچھا اور آگے کیا کرنا چاہیے تھا یہ حل بھی بتا دیا کہ "كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي" (تمہیں تو صرف یہی کافی تھا اگر آپ یہ کہہ دیتیں) "كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ" (جیسا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے تکلیف کے وقت) "أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"، "أَذْهِبِ الْبَأْسَ" (کہ تکلیف کو دور کر دے) "رَبَّ النَّاسِ" (اے لوگوں کے ربّ!) "وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي" (شفاء عطا فرما تو ہی شفاء عطا فرمانے والا ہے) "لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ" (تیرے سوا کوئی بھی شفاء نہیں عطا کر سکتا) "لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" (ایسی شفاء جس کے بعد کوئی تکلیف نہ رہے کوئی بیماری نہ رہے)۔

کتنے پیارے الفاظ ہیں توحید ہی توحید ہے یہ الفاظ پڑھ لیتیں تو آپ کے لیے کافی تھا۔ تو اس دن کے بعد سے ان کی اہلیہ یہی الفاظ پڑھتی رہیں اور آج ہم بھی یہی الفاظ پڑھتے ہیں جھاڑ پھونک میں تو یہ قصہ ہے۔ آج اگر کوئی شخص کہے ناں کہ جب سے یہ تعویذ پہنا ہے ناں تو میرے رزق میں کشادگی ہے، میرا بلڈ پریشر کہیں پر تھا وہ ٹھیک ہو گیا ہے، میری شوگر کنٹرول ہو گئی، میری جتنی مصیبتیں تھیں دور ہو گئیں تو یہ قصہ سنا دیں ان کو بس کافی ہے ان کے لیے۔ ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ یہ قصہ موجود ہے۔

اس قصے میں جو اہم فوائد ہیں چلیں وہ بھی بیان کر دیں:

1۔ جو لوگ کہتے ہیں ناں کہ کیا لوگوں کو توحید اور شرک کی دعوت دیتے ہو توحید اور شرک تو ہر مسلمان سمجھتا ہے تم لوگوں کو نماز کا کہو عبادات کی طرف بلاؤ شرک کی بات کیوں کرتے ہو؟! تو یہ رد ہے ان کے لیے کہ اگر صحابی کا گھرانہ بھی محفوظ نہیں تو ہمارے گھرانے کیسے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

2۔ بعض اوقات اچھے لوگوں سے بھی شرک ہو سکتا ہے۔

3۔ بُرائی کو دور کرنا ہاتھ کے ساتھ اس کے لیے ہے جو ہاتھ سے دور کر سکتا ہے حکمت کے ساتھ۔

4۔ شیطان کے حربوں سے اور حیلوں سے آگاہ رہنا چاہیے اور کب آگاہ ہوں گے آپ؟ جب ایمان کی بلندی ہو گی علم ہو گا، اہلیہ کو پتہ نہیں اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ ہے کہ اصل بنیادی وجہ کیا تھی۔

وہ روایت جو میں نے بیان کی تھی "إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ" اس میں جو اہم فائدے ہیں:

1۔ جھاڑ پھونک حرام ہے جس میں شرکیہ الفاظ استعمال کیے جائیں تو وہ شرک ہے اور إِلَّا یہ کہ یعنی بنیادی طور پر جھاڑ پھونک حرام ہے شرک ہے إِلَّا یہ کہ جو مشروع ہو یہ قاعدہ ہے یعنی ہر جھاڑ پھونک ہر دم کرنا بھی شرک نہیں ہے۔

2۔التَّمَائِمَ تعویذ شرک ہے۔

3۔التِّوَلَةَ بھی شرک ہے۔

4۔ مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے جب یہ علم ہو چکا ہے کہ یہ چیزیں شرک ہیں تو ان سے دور ہو جائے۔

اچھا ایک مسئلہ ہے اسے میں پہلے بیان کر دوں پھر آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں کہ جو تعویذ قرآن مجید کے لکھے ہوں یہ ذرا مسئلہ بیان کر دیں اس میں کافی اختلاف ہوتا ہے اور کافی مسئلہ ہوتا ہے۔

جو تعویذ قرآن مجید کے لکھے ہوں اس میں اختلاف ہے اختلاف اس میں نہیں کہ یہ شرک ہے، نہیں! یہ شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ کا کلام ہے اللہ کے کلام میں شرک نہیں ہوتا یہ قاعدہ ہے یہ بنیادی بات سمجھ لیں۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی کبھی اختلاف ہوا کرتا تھا وہ یہ اختلاف نہیں تھا کہ یہ شرک ہے یا نہیں جو قرآن مجید کے علاوہ جو بھی چیز لٹکائی جائے اس عقیدے سے کہ اس میں نفع ہے یا نقصان ہے وہ شرک ہے یہ بنیادی بات ہے سمجھ لیں، قرآن مجید کے علاوہ کوئی بھی چیز اس عقیدے سے یا نیت سے لٹکائی جائے کہ اس میں نفع ہے یا نقصان ہو سکتا ہے یہ شرک ہے۔

قرآن مجید سے لکھے ہوئے جو تعویذ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اختلاف تھا وہ شرک کا اختلاف نہیں تھا کہ یہ شرک ہے یا نہیں ہے یہ اختلاف تھا کہ یہ حرام ہے، جائز ہے یا ناجائز ہے اور دونوں میں فرق ہے شرک اور حرام میں فرق بیان کر چکا ہوں میں پہلی بنیادی بات سمجھ لیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ شرک کیوں نہیں ہے کوئی جانتا ہے؟ دھاگا لٹکایا تو شرک ہے اس دھاگے میں قرآن مجید ہے تو لٹکانا شرک نہیں ہے کیوں؟ کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ کبھی مخلوق کے برابر نہیں ہو سکتی دھاگا تو مخلوق ہے مخلوق میں کہاں یہ طاقت کہ کوئی نفع و نقصان پہنچائے! لیکن اللہ تعالیٰ کے کلام میں یہ طاقت ہے کہ نہیں؟ طاقت ہے۔

حرام کیوں ہے؟ کیونکہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کو کبھی لٹکایا نہیں شفاء کے لیے پڑھا ضرور ہے قرآن مجید میں شفاء ہے کوئی شک نہیں ہے پڑھا ضرور ہے لیکن لٹکایا کبھی نہیں ہے جس سے یہ واضح ہو کہ قرآن مجید لٹکانے کے لیے نہیں بلکہ پڑھنے کے لیے تدبّر کرنے کے لیے اتارا گیا ہے۔ بات سمجھ آئی واضح بات ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے شاگرد اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منع کرتے تھے کہ کوئی بھی تعویذ نہیں "إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ" سب بیچ میں آ گئے جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تو بس کوئی تعویذ نہیں لٹکائیں گے۔ اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ اپنے بچوں کی گردنوں میں تختی لکھ کر قرآن مجید کی لٹکاتے تھے۔

علماء کا یہ قول ہے پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو لٹکانا تھا تختی کا یہ تعویذ کے لیے نہیں لٹکایا جاتا تھا تعویذ سمجھ کر نہیں "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"۔ یہ اس لیے لٹکایا جاتا تھا بچے کی گردن میں تاکہ بچہ اسے پڑھے حفظ کرے آسانی تھی بچے کے لیے چلتے پھرتے۔ چھوٹی تختی تھی یہ تعویذ نہیں تھا جو لکھے ہوئے تعویذ ہیں دھاگے میں تختی ہوتی تھی جس میں لکھا ہوتا تھا اور بچہ اسے پڑھتا رہتا تھا۔ ہاں! چھوٹی سی سلیٹ ہوتی تھی اس میں تختی میں لکھتے تھے۔

بہر حال، جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ تعویذ ہے پھر اسی پر بات کرتے ہیں کہ اگر اس کو سمجھا جائے یہ تعویذ کے لیے لٹکایا گیا ہے تو ہم کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے لیے تعویذ کو نہ استعمال کیا جائے:

1۔ عموم النہی کہ نہی جو آیا ہے وہ عموم آیا ہے ہر قسم کے تعویذ کا۔

2۔ قرآن مجید کی بے حرمتی ہوتی ہے یعنی تعویذ آپ نے لٹکایا ہے اور وہ آپ کے ساتھ رہے گا۔ حمام میں جاتے ہیں کہتے ہیں "نہیں! ہم اتار کر جاتے ہیں"۔ کتنی مرتبہ بھول جاتے ہو کتنی مرتبہ آپ ایسا عمل کرتے ہو جو آپ بھول جاتے ہو تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے حمام کے اندر!! اچھا جنابت کی حالت میں ہوتے ہو یا ہم بستری کرتے ہو بیوی کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے تعویذ اللہ کا کلام آپ کے گلے سے لگی ہوئی ہے!! یا بچہ ہے کبھی پیشاب کر دیتا ہے تو اس کا پیشاب اوپر کی طرف آتا ہے تو وہ جو لٹکا ہوتا ہے سینے میں اس کے پیشاب سے وہ آلودہ ہو سکتا ہے اللہ کا کلام ہے یہ!!

3۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ لٹکاتے ہیں وہ پڑھتے کم ہیں۔ جب آیت الکرسی آپ نے لٹکائی ہوئی ہے تو آپ پڑھیں گے کیوں برکت کے لیے برکت تو آپ کے گلے سے لگی ہوئی ہے تو پڑھیں گے کیوں؟! اور آپ اس عظیم اجر و ثواب سے محروم ہو

جائیں گے۔﴿الٓمّٓ﴾ ایک حرف نہیں ہے الف ایک حرف ہے لام دوسرا ہے اور میم تیسرا حرف ہے اور ایک حرف کا دس گنا ثواب ہے سات سو گنا تک۔

آیت الکرسی میں کتنے حروف ہیں کتنے اجر و ثواب سے آپ محروم ہو رہے ہیں! تو اس لیے علماء فرماتے ہیں بہتر ہے کہ قرآن مجید کا تعویذ نہ استعمال کیا جائے اور جائز نہیں ہے۔

اب آپ کچھ کہہ رہے تھے:

سوال: وہ قرآنی تعویذ کی کس بیس پر اجازت دیتے ہیں؟

وہ اس بیس پر کرتے ہیں کہ قرآن مجید جو ہے شفاء ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن مجید میں ہم اس لیے لٹکاتے ہیں اور اس صحابی سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت پیش کرتے ہیں تختی والی روایت ہے یا کوئی اور بھی سلف الصالحین سے بعض سے یہ ثابت ہے کہ وہ پیپر پر لکھتے تھے پانی میں بھگو کر پیتے تھے وہ کہتے ہیں اس طریقے سے جائز ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ طریقے جو ہیں جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں تو بہتر ہے نہ کیا جائے چھوڑ دیا جائے۔

سوال: جو الٹا تختے پر لکھتے ہیں؟

جواب: نہیں نہیں! جس نے ہیر پھیر کی ہے تو وہ تو ہے ہی شرک وہ تو بالکل جائز نہیں ہے۔

4۔اور یاد رکھیں جو لوگ کہتے ہیں ہم قرآن لکھتے ہیں اکثر وہ بھی (چوتھی وجہ یہ تھی کہ کیوں جائز نہیں ہے) جو شروع میں قرآن کے تعویذ لکھتے ہیں آہستہ آہستہ جا کر وہ شرکیہ الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور یہ دیکھا گیا ہے اس پر نمبر نگ پھر شروع کر دیتے ہیں کیونکہ ہم کہتے ہیں ناں کہ قرآن کی آیتیں ہیں بے حرمتی ہوتی ہے تو کہتے ہیں ٹھیک ہے نمبر استعمال کر لیتے ہیں۔ نمبر نگ کرنا بدعت ہے نمبر استعمال کرنا بدعت ہے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عن عبد الله بن عُكيم رضي الله عنه مرفوعاً: مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ. رواه أحمد والترمذي"۔

سیدنا عبداللہ بن عکیم ابو معبد الجھنی الکوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی وفات حجاج کے زمانے میں ہوئی یعنی 80ھ کے بعد۔

"مرفوعاً" کیا مطلب ہے؟ یعنی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ "قال صلي الله عليه وآله وسلم" یا "مرفوعاً" ایک ہی معنی ہے دونوں کا۔ "مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ" (جس نے اپنا دل کسی چیز سے جوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اسے اسی چیز کے حوالے کر دیا)۔ اللہ اکبر۔

اور اس پیاری حدیث میں بڑے واضح الفاظ ہیں کہ بھئی دل کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے اگر آپ کا دل اللہ تعالیٰ سے جڑا ہے تو آپ کو کون کافی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ کبھی ناکام ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں ہو سکتا کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اور جو دھاگا باندھتا ہے اپنے گلے میں اور اسی کے ساتھ اس کا دل جڑا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس دھاگے کے حوالے کر دیتے ہیں بے چارہ دھاگا کیا کر سکتا ہے! دھاگے کو آپ ایسے پکڑتے ہیں اور ایسے ایک جھٹکے میں توڑ دیتے ہیں جو اتنی کمزور چیز ہے اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ اس دھاگے کے حوالے کر دے تو پھر آپ کی کیا حالت ہو گی؟! اور اگر آپ کا دل جڑا ہوا ہے اس سیپی سے جو آپ نے سمندر سے نکالی ہے کہیں سے نکالی ہے جس سے بچے کھیلتے ہیں زیب و زینت کے لیے استعمال کرتے ہیں اور آپ کا دل اس سے جڑ چکا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اسی کے حوالے کر دے گا تو آپ کا کیا حال ہو گا! یہ قاعدہ ہے یہ حدیث قاعدہ ہے کہ جس کا دل جس چیز سے جڑا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اسی کے حوالے کر دیا ہے اس لیے اپنے دل کو ربّ کائنات کے ساتھ جوڑ دو۔

اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بڑی پیاری حدیث ہے بڑی پیاری روایت ہے یعنی دیکھیں خشوع و خضوع ذلت اور انکساری کی انتہا اللہ تعالیٰ کے سامنے "اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ (اے اللہ تعالیٰ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں اگر تیری رحمت نہیں تو کچھ بھی نہیں پس مجھے اپنے نفس کے حوالے ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی نہ چھوڑیں)۔

کس کے نفس کی طرف؟ یہ کوئی دھاگے یا تعویذ کی بات نہیں ہو رہی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس کی طرف، خاتم الانبیاء والمرسلین سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرا رحم و کرم نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے ہمارا نفس بھی یہ جو اَمارۃ بالسوء نفس ہے ہماری جو آپ نے پیدا کی ہے اے اللہ! اگر تو ہمیں اس نفس کے حوالے کر دے گا تو کوئی خیر و برکت نہیں ہو سکتی کیونکہ کامیابی اسی کی ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس جو ہے وہ عظیم نفس ہے اَمارۃ بالسوء نہیں ہے پاک نفس ہے نفس مطمئنۃ ہے اس کے باوجود بھی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اپنے نفس کے حوالے نہ کریں، نہیں! یہ لفظ نہیں بلکہ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کریں مجھے۔ پلک جھپکنا! اگر پلک جھپکے کتنی دیر لگتی ہے سیکنڈ بھی پورے نہیں ہوتا اگر اس وقت میں آپ نے مجھے اپنے حوالے کر دیا اور اس وقت کوئی مصیبت آ گئی تو میرا کون ہے تیرے سوا!

میرے بھائی! مصیبتیں جو ٹل رہی ہیں ایک ہی ذات ہے ٹالنے والی نہ ہمارے حیلے اور حربے کام آ سکتے ہیں نہ ہمارے یہ ذریعے کام آ سکتے ہیں جو ہم نے اختیار کیے ہیں یہ صرف اللہ تعالیٰ کا محض رحم و کرم ہے بس ہاں! سبب ہیں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں سبب

اختیار کرو بس یہ امتحان ہے بندے کا۔"اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ" پہلے اونٹ کو باندھو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو یہ نہیں کہ اس کو صحرا میں چھوڑ کر بھروسہ کرتے رہو یہ بھروسہ نہیں ہے یہ بدبختی ہے بے وقوفی ہے یہ۔

حدیث کے اگلے الفاظ ہیں"وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ"(اے اللہ تعالیٰ! مجھے اپنے نفس کے حوالے پلک جھپکنے کے برابر بھی نہ کرنا اور میرے سارے کے سارے کام سارے کے سارے امور اچھے کر دے"أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ"اے اللہ تعالیٰ! تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

توحید ہی توحید ہے یہ دعا پڑھا کریں بڑی عظیم دعا ہے اس حدیث میں جو اہم فوائد ہیں"مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ":

1۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا فرض ہے اور اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ اسباب شرعیہ کو اختیار نہ کیا جائے۔

2۔جس نے بھی غیر اللہ کو یا جس نے بھی غیر اللہ پر توکل کیا وہ اسی کے حوالے ہو گیا اور جو بھی غیر اللہ کے حوالے ہو گیا وہ ناکام ہو گیا دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔

3۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے ساتھ دل جوئی کرنا یا دل کو جوڑنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

4۔"الجزاء من جنس العمل"(جیسے کرو گے ویسے بھرو گے)۔جب آپ کا دل کسی اور چیز سے لگ گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی کے حوالے کر دیا انصاف ہے کہ نہیں؟ انصاف ہے ناں، اگر آپ کا دل یہ کرتا ہے کہ میں اپنے آپ کو اس دھاگے کے حوالے کر دوں اس لیے اس کو باندھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آسانی کر دی ہے جاؤ دیکھو یہ دھاگا کیا کر سکتا ہے تمہارے لیے! جب راستہ وہ اختیار کیا ہے تو جاؤ لیکن یہ نہ بھولنا کہ واپسی کس کی طرف ہے اور حساب کس نے لینا ہے یہ نہ بھولنا۔

اگلی روایت میں"وروى أحمد عن رُويفِع رضي الله عنه"(امام احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں سیدنا رویفع رضی اللہ عنہ سے)"قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم"(مجھے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)"يَا رُوَيْفِعُ"(اے رویفع!)"لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ"(ہو سکتا ہے کہ آپ کی عمر لمبی ہو اور آپ مزید زندہ رہیں)"فَأَخْبِرْ النَّاسَ"(بس لوگوں کو یہ خبر دے دو)"أَنَّ"(بے شک)"مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ"(جس نے داڑھی کو گرہ ڈالی یا داڑھی میں گرہ ڈالی(مَنْ عَقَدَ یعنی گرہ ڈالنا لِحْيَتَهُ اپنی داڑھی میں))"أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا"(یا جس نے گلے میں تانت ڈالی کوئی(وَتَر یعنی تانت چاہے اپنے گلے میں یا جانور کے گلے میں تانت ڈالی))"أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ"(یا اس نے جانور کے گوبر یا ہڈی کے ساتھ استنجا کیا)"أَوْ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ"(بِرَجِيعِ دَابَّةٍ یعنی گوبر اور عَظْمٍ یعنی ہڈی)"فَإِنَّ"(تو بے شک)"مُحَمَّدًا بَرِيءٌ مِنْهُ"(بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص سے بَری ہیں)۔

اسے احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے اور اس حدیث مبارکہ میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں سیدنا رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام ہے، رویفع بن ثابت بن السکن بن عدی بن حارثۃ الأنصاری یہ ان کا نام ہے مصر میں رہتے تھے اور ان کی وفات سن 56ھ میں ہوئی اور اس حدیث مبارکہ میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک پیغام دیا اور اس پیغام میں انہوں نے یہ بیان کیا کہ شاید تم دیر تک زندہ رہو اور اس وقت آپ ایک چیز دیکھو گے اور جب تم ایسا دیکھو تو ایک خبر دینا امت کو میری طرف سے۔ حالانکہ دیکھنے والی چیز کیا تھی؟ داڑھی میں گرہ ڈالنا یا "تَقَلَّدَ وَتَرًا" تانت کو گلے میں ڈالنا چاہے جانور کے یا اپنے گلے میں یا استنجا کرنا "بِرَجِيعِ دَابَّةٍ" گوبر سے یا ہڈی سے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بَری ہیں۔

یہ وہ اعمال ہیں جن سے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرما چکے ہیں منع فرما چلے ہیں ان چیزوں سے اور جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمائیں کسی کے لیے جائز نہیں کہ پھر ان سے اپنا رابطہ رکھے یا ان پر کسی قسم کا کوئی عمل کرے۔

یہاں پر لفظ بَری کا استعمال ہوا علماء فرماتے ہیں کہ اس لفظ کو ایسے ہی رہنے دیں اپنی طرف سے کوئی بات نہ کریں کیونکہ یہ وعید کے الفاظ ہیں اور جیسا لفظ ہے ویسے اس کو رہنے دیں تاکہ سننے والا مزید اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس عمل کو چھوڑ دے۔

اس حدیث میں جو اہم فوائد ہیں:

1۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ کہ وہ صحابی واقعی زندہ رہے اور انہوں نے یہ چیز دیکھی۔

2۔ خبر واحد کا قول قبول ہوتا ہے۔

3۔ داڑھی میں گرہ ڈالنا حرام ہے، وتَر کا پہننا حرام ہے اور استنجا کرنا گوبر سے یا ہڈی سے حرام ہے اور اگر کوئی چیز حرام ہو تو اس کو چھوڑ دینا واجب ہو جاتا ہے۔

آخر میں ایک روایت ہے:

"وعن سعيد بن جبير رحمه الله قال: مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً مِنْ إِنْسَانٍ كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ"۔رواه وكيع. وله عن إبراهيم قال: كانوا يكرهون التمائم كلها من القرآن وغير القرآن۔

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں اور ان کا ترجمہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشہور تابعی ہیں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے معروف شاگرد ہیں "قال" (وہ فرماتے ہیں) "مَنْ قَطَعَ تَمِيمَةً" (جس نے تمیمۃ یا تعویذ کو کاٹا) "عَنْ إِنْسَانٍ" (کسی شخص سے)۔ اس کا ثواب کتنا ہے؟ اس کا ثواب ایسا ہے "كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ" (جیسا کہ اس شخص نے کوئی گردن آزاد کی ہو)۔

یہ گردن آزاد کی وہ کیسے؟ جو شخص شرک کرتا ہے اس کی گردن جہنم میں چلی گئی مستحق ہو گیا شرک اکبر تھا تو ہمیشہ کے لیے شرک اصغر ہے تو اس کا مستحق ضرور ہے تو کوئی شخص کسی کو شرک سے آزاد کر دے تو اس کی گردن آزاد ہوئی کہ نہیں جہنم سے؟ گردن اس کی آزاد ہوئی جب اس کی گردن آزاد ہوئی اس کا ثواب اتنا ہے جیسا کہ اس شخص نے ایک گردن آزاد کی ہے۔

"عن إبراهيم" یہ ابراہیم کون ہیں؟ ابراہیم بن یزید النخعی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے فقہاء میں سے ہیں یہ صغار التابعین میں سے ہیں ان کی وفات سن 96ھ میں ہوئی ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کی اور یہ وہ فقیہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کہا کہ "محرِم کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ سلے ہوئے کپڑے پہنے" ان سے پہلے یہ قول موجود نہ تھا۔

ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "سلے ہوئے کپڑے" یہ لفظ جو سلے ہوئے لفظ آیا ہے کسی حدیث میں نہیں ہے کسی صحابی کا قول نہیں ہے یہ امام ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو محرِم ہے جو احرام حج، عمرے کے لیے کرتا ہے وہ سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے اور سلے ہوئے کپڑے کا مقصد یہ نہیں ہے جیسا ہم نے یہ پہنا ہوا ہے یعنی ان کا مقصد یہ ہے جیسا ہم نے یہ پہنا ہوا ہے یہ مقصد ہر گز نہیں ہے کہ اس میں سلائی نہ ہوئی ہو اس لیے بعض لوگ اتنا یہ قول مشہور ہوا کہ سلی ہوئی جوتی نہیں پہنتے! سلا ہوا جوتا جو ہے سلا ہوا جوتا نہیں پہنتے اور سلی ہوئی یہ گھڑی نہیں پہنتے۔ جانتے ہیں آپ یہ قول کہاں سے آیا؟ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

وہ کہنا کیا چاہتے تھے؟ یہ کہنا چاہتے تھے کہ جسم کے ماپ پر اگر کوئی کپڑا سلا گیا ہو تو وہ نہ پہنیں لیکن یہ تفصیل بیان نہیں کی انہوں نے مختصراً بیان کیا کہ سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے احرام کی صورت میں۔

اور اسی طریقے سے ان کا ایک قول ہے "ما لا نفس له سائلة" جس چیز کے اندر خون گردش نہ کرے جیسے Insects ہیں مکھی وغیرہ ہے، تو یہ لفظ بھی کسی حدیث میں نہیں ہیں یہ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کا قول "قال: كانوا يكرهون التمائم كلها من القرآن وغير القرآن"، "كانوا يكرهون" (وہ کراہت کرتے)۔ وہ کون؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگرد اور ان کے اصحاب۔ کون ان میں شامل ہیں؟ علقمۃ اور أسود اور مسروق اور الربیع رحمھم اللہ اور یہ سارے یہ جائز نہ سمجھتے۔ کس چیز کو تعویذ کو چاہے قرآن مجید میں سے ہو یا قرآن مجید میں سے نہ ہو اور یہ تفصیل میں پہلے بیان کر چکا ہوں یہ کیسا اختلاف تھا۔

جو اہم فوائد ہیں:

1۔ پھر وہی بات کہ انکار منکر کی فضیلت۔

2۔ تمیمۃ لٹکانا حرام ہے شرک ہے۔

3۔ گردن آزاد کرنے کی فضیلت۔

4۔ سلف صالحین سے یہ ثابت ہے کہ وہ تعویذا گرچہ قرآن مجید میں سے بھی ہو تو اس کو حرام سمجھتے تھے۔

کوئی سوال اس باب کے متعلق کیونکہ اگلے درس میں ان شاءاللہ اگلے باب کا آغاز کریں گے۔

سوال-جواب: نہیں! میں نے یہ کہا ہے کہ سنّی لفظ جو ہے عام طور پر عوام الناس میں کیا رائج ہے؟ سنّی اور اس کی ضد میں شیعہ ، نہیں! سنی کی ضد میں بدعتی ہے اور شیعہ بدعتیوں میں سے ایک گروہ ہے۔

دونوں میں کیا فرق ہے؟ یعنی ایک سنّی ہے دوسرا شیعہ ہے باقی جتنے بھی بدعتی ہیں وہ کہاں ہیں سنی ہیں پھر وہ؟! خوارج نکلے اسی دور میں خوارج نکلے پھر جہمی پھر معتزلی پھر اشعری پھر ماتریدی، کلابی یہ کون ہیں سارے؟

سوال: یہ شیعوں میں سے ہیں؟

جواب: نہیں! کس نے کہا شیعوں میں سے نکلے؟! خوارج تو شیعوں کے سخت خلاف تھے وہ تو قتل کرنا چاہتے تھے ان کو خوارج جو ہیں وہ تو شیعوں کا قتل کرنا چاہتے تھے وہ شیعہ کیسے تھے! یہی میں کہہ رہا ہوں ناں کہ وہ شیعہ تو نہیں تھے ناں اس لیے سنّی تھے ان کی ضد میں بدعتی تھے بدعتیوں میں شیعہ بھی ہیں اور جہمی بھی ہیں، خوارج بھی ہیں، معتزلی بھی ہیں اشعری، ماتریدی سب۔ آج کل دیوبندی، بریلوی یہ کون ہیں اپنے آپ کو سنّی کہتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ نہیں؟! بلکہ ٹائٹل ہے اہل سنت، بریلوی کہتے ہیں ہم اہل سنت ہیں۔ کیا یہ حق بات ہے باطل ہے کہ نہیں کیوں کہتے ہیں وہ اہل سنت؟ کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ سنّی کی ضد ہے شیعہ ہم شیعہ تو نہیں ہیں ہم سنّی ہیں۔

یہ غلط ہے سنی کی ضد ہے بدعتی ان کے بہت سارے گروہ ہیں ہاں! اس میں سے سارے بدعتی ہیں نکلتے گئے یعنی سنّی ہے بدعتی ہے سنّی آج بھی موجود ہیں اسی دور سے لے کر آج تک یعنی جب شیعہ نکلے تو لوگ دو قسم میں ہو گئے کہ ہم شیعہ ہیں اور ایک گروہ تھا سنّی کا (ٹھیک ہے) جو سنی میں سے تھے ان میں سے اسی گروہ میں سے جو شیعہ نہ تھے یعنی خوارج نکلے۔ کہاں چلے گئے؟ ایک ہیڈ لائن ہے اس کے نیچے ''بدعتی'' وہاں پر، پھر منکرین صفات جہم بن صفوان جہمی آئے وہ بھی وہاں پر۔ یہ کہاں سے نکلے؟ یہ شیعہ سے نہیں نکل رہے ادھر سے نکل رہے ہیں سنّیوں میں سے نکل رہے ہیں، پھر معتزلی آئے پھر اشعری آئے پھر ماتریدی آئے۔ یہ سارے کے سارے کہاں پر ہیں؟ بدعتی گروہ میں۔

اچھا یہ جو سنّی تھے کیونکہ یہ بھی سنت کا دعوی کرتے ہیں کہ ہم سنّی ہیں ہم سنّی ہیں جیسے آج تک بھی دعوی کرتے ہیں یہ بھی سنّی ہے پھر یہ بھی سنّی ہے سچا سنّی کون ہے ؟ یہ جو اصل میں جا رہا ہے۔اچھا یہ بھی سنّی ہے پھر یہ کہے میں بھی سنّی ہوں تو آپس میں مکس ہوا کہ نہیں حق مکس ہو جائے گا تو اصل میں یہ لفظ جو ہے یہ سلفی ہے۔

سلفی کون ہے ؟ جو اسی راستے پر ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو راستہ آج بھی موجود ہے ادھر ادھر نہیں گئے (ٹھیک ہے ناں اہل سنت والجماعت جو ہیں) جو الگ الگ ہوئے انہوں نے اپنا نام تبدیل کیا جب وہ اپنے آپ کو سنّی کہتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ بھئی ہم وہی ہیں جو جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔اس کو ٹائٹل کیا دیں گے نام کیا دیں گے ؟ سلفی دیں گے یہ سلفی کوئی نیا ایجاد کردہ نام نہیں ہے یعنی ہم پیروی کرتے ہیں اپنے بڑوں کی جو گزر چکے ہیں جو حق پر تھے سلف الصالحین اسے کہتے ہیں سلف الصالحین۔

سوال: اصحاب صفہ سے ان کا تعلق تھا؟

جواب: نہیں نہیں ! اصحاب صفہ نہیں ہیں یہ سلف الصالحین ہیں۔

سوال: صفہ کا لفظ وہاں سے آیا ناں سلف کا؟

جواب: نہیں ! سلف کا مطلب ہے گزرے ہوئے لوگ سلف ''سلف الصالحین'' اچھے اور ''سلف فاسدین'' بُرے وہ بھی ہیں۔ جہم بن صفوان بھی سلف میں سے ہے لیکن فاسد ہے فاسق ہے۔

سوال: اہل حدیث بھی ان لوگوں کو بولتے ہیں ؟

جواب: جی ہاں ! اہل حدیث بھی یہی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا مشن حدیث کو بنایا ان کو چاہے اہل حدیث کہیں چاہے سلفی کہیں۔ہاں ! تو اہل حدیث ہیں سب سے پہلی کتاب ہے عقیدے کی جو لکھی گئی ہے یعنی جو آج بھی موجود ہے جو اس ٹائٹل سے موجود ہے سب سے پہلے ''عقيدة السلف أصحاب الحديث'' جانتے ہیں ؟ یہ سن 449ھ میں لکھی گئی اَبو عثمان الصابونی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے مؤلف ہیں اپنی سند سے بات شروع کرتے ہیں اپنی سند سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک لے جاتے ہیں بات کو یہ عقیدے کی کتاب ہے اس کا نام ہے ''عقيدة السلف أصحاب الحديث'' کہ اہل حدیث سلف کا عقیدہ یہ ہے۔موجود ہے یہ کتاب پانچویں صدی ہجری میں لکھی گئی فقہ کی کتابیں تو بعد میں آئیں یہ عقیدے کی کتاب یہ صحیح سند سے موجود ہے۔

سوال: یہ جو شیعان علی کہلاتے ہیں اس میں بھی سنی ہیں ؟

وہ جو شیعہ تھے جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور میں تھے دو قسم کے لوگ تھے ایک منافق تھے اور ایک اچھے لوگ تھے صحابی جو ہیں صحابی بھی شامل تھے تو شیعہ اسے کہتے تھے جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نصرت کرتے تھے مدد کرتے تھے۔اب باطل والے بھی ہیں حق والے بھی ہیں لفظ ایک تھا لیکن جوں ہی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو ان کی حمایت کرتے ہیں اور یہ باطل عقیدہ رکھتے ہیں ان کو زندہ جلادیا علوی (نصیری) جو شیعہ تھے ان کو زندہ جلادیا۔ کس نے زندہ جلایا؟ سیدنا علی بن ابی طلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔انہوں نے کہا علی! تو تو ہے۔کون ہوں میں؟ تو اللہ ہے مشکل کشا ہے۔زندہ جلادیا! آج بھی علی مشکل کشا کے نعرے لگتے ہیں اگر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو ان کو بھی زندہ جلادیتے۔

سوال: اکثر لوگ کعبہ کو ہاتھ لگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے شفاء ملتی ہے یا اپنی جانماز یا کپڑا وغیرہ کعبہ کو لگا کر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں بھی کوئی خیر و برکت ہے کیا یہ چیز شرک اصغر میں سے ہے؟

حرام ہے یہ تو ہم سب جانتے ہیں کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے پہلی بات یہ ہے اور کسی چیز میں برکت سمجھنا اور حقیقتاً اس میں برکت نہ ہو یہ بھی شرک اصغر میں شمار ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ برکت کس میں ہے اس کی دلیل موجود ہے۔ زم زم کے پانی میں برکت ہے دلیل موجود ہے، شہد میں برکت ہے دلیل موجود ہے لیکن یہ مٹی ہے اس میں برکت ہے کیونکہ فلاں بزرگ کی قبر کی مٹی ہے اس کی دلیل موجود نہیں ہے تو اس کے ساتھ یہ لگاؤ رکھنا کہ اس مٹی سے شفاء مل سکتی ہے شرک اصغر ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

کعبے کی جو دیواریں ہیں یاد رکھیں کعبے میں صرف دو جگہیں ہیں جہاں پر ہم ہاتھ لگا سکتے ہیں ایک میں ہم بوسہ دیں گے نہیں تو ہاتھ لگا کر بوسہ دیں گے یہ حجر اسود کا حق ہے حجر اسود کے لیے ہے، اور رکن یمانی جو ہے صرف ہاتھ لگائیں گے بوسہ نہیں دیں نہ جگہ کو بوسہ دیں گے نہ ہاتھ کو بوسہ دیں گے۔

جو باقی دو رکن ہیں ان کو کیوں نہیں ہاتھ لگاتے کوئی جانتا ہے؟ دلیل تو نہیں ہے لیکن وجہ کیا ہے؟ دو کو لگاتے ہیں دو کو نہیں لگاتے ایک وجہ بھی ہے دلیل تو پکی بات ہے نہیں ہے اس لیے نہیں لگاتے کیونکہ کعبہ مکمل تعمیر نہیں ہے اس طرف سے مکمل تعمیر نہیں ہے وہاں سے ٹوٹا ہوا ہے کم ہے اور جو حطیم کی جگہ ہے جو گھیری ہوئی ہے یعنی یہ جو دو رکن ہیں شمال والے جو ہیں یہ دو رکن جو ہیں یہ کعبہ کے اصل رکن نہیں ہیں جو ہونے چاہیے تھے ناقص تعمیر ہے یہ تو اس لیے وہاں پر ہاتھ نہیں لگاتے اگرچہ یہ چار رکن اگر صحیح ہوتے تو ہر رکن کو ہاتھ لگانا تھا اور حجر اسود کو بوسہ دینا تھا۔

یعنی رکن یمانی کو کیوں ہم ہاتھ لگاتے ہیں؟ یہی میں کہہ رہا ہوں ناں کہ وہاں پر رکن ہے ہی نہیں کیونکہ اصل جو عمارت ہے وہ کم ہے میں یہی کہہ رہا ہوں اگر ہوتے تو یہی ہوتا۔ یعنی کعبہ کے رکن یمانی کو کیوں ہاتھ لگاتے ہیں؟ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ لگایا ہم بھی لگاتے ہیں۔ دونوں کو کیوں نہیں ہاتھ لگائے؟ اس لیے کہ اصل میں لگایا نہیں ہے لیکن وجہ تھی نہ لگانے کی کہ عمارت پوری نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں یہی عمارت تھی ان کی وفات کے بعد بھی یہی عمارت تھی۔

سوال: اس کے باہر گولائی بنی ہوئی ہے نا؟

جی ہاں! گولائی تو باہر ہے وہاں پر کوئی رکن نہیں ہے۔

بہر حال، تو کعبہ کی دیوار کو ہاتھ لگانا تبرک کے لیے جائز نہیں ہے شرعاً اور ایک روایت بھی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم أجمعین حرم کے اندر آئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جو ہیں وہ دیواروں کو ہاتھ لگا رہے تھے تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے منع فرمایا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کوئی چیز مہجور نہیں ہے ہر چیز میں برکت ہی برکت ہے ہر چیز میں دیواریں ہیں کوئی بھی چیز ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بڑا پیارا جواب دیا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21) (ہمارے لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین نمونہ تھے)۔ انہوں نے جواب میں کیا فرمایا؟ "صدقت" رک گئے دوبارہ نہیں کیا۔

تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں بہترین نمونہ ہیں جو عمل انہوں نے کیا ہم کریں گے جو نہیں کیا ہم نہیں کریں گے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

ہاں! یہی بتا رہا ہوں کہ یہ شرک اصغر میں شمار ہوگا کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے برکت کی وہ تو قاعدہ میں نے بیان کر دیا پہلے کیونکہ جس کی دلیل ہے اگر، دیکھیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان دیکھیں کہ اے پتھر! میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نفع پہنچاتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اگر میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا میں کبھی بوسہ نہ

دیتا۔ یہ توحید ہے عقیدہ سمجھیں ذرا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ یہ وہ پتھر ہے جس کی دلیل ہے اور جس کی دلیل نہیں ہے اس کے لیے پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہو؟!

سوال: اکثر لوگ جو ہیں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی بات کو اہمیت نہیں دیتے؟

ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو۔

سوال: ملتزم پر اپنا چہرہ اور سینہ رگڑنے کا عمل جائز ہے؟

ملتزم کی بات اور ہے (آپ نے سوال اور کیا ہے اب یہاں پر نہ آئیں آپ) ملتزم کی واقعی روایت موجود ہے ہاں! ملتزم اور چیز ہے جو ملتزم ہے وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں آیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اگر کوئی شخص وہاں پر کرے معمول نہ بنائے تو ان شاءاللہ ٹھیک ہے۔ وہ الگ بات ہے ملتزم جو جہاں پر دروازہ ہے اور جہاں پر حجر اسود ہے جو درمیان میں والی جگہ ہے وہاں پر اگر آپ جاتے ہیں تو اس میں ان شاءاللہ اس کی دلیل موجود ہے بات وہ ہو رہی ہے جس کی دلیل موجود نہیں ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (021. کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio